پروفیسر اصغر عباس کی ادبی خدمات کا
تحقیقی وتنقیدی جائزہ

خاکہ برائے

پی ایچ ڈی تحقیق

شعبۂ اردو

فیکلٹی آف ہیومنیٹیز

بی۔بی۔ایم۔کے یونیورسٹی، دھنباد

نگراں

ڈاکٹر محمد موصوف احمد

صدر، شعبۂ اردو

بی بی ایم کے یو، دھنباد

ریسرچ اسکالر

محمد امان اللہ انصاری

مجوزہ تحقیقی خاکہ کی وجہ تسمیہ ((State of the Arts for Introduction in SimpleWay)

اردو میں ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کے بعد میری شدید خواہش تھی کہ لکھنے پڑھنے کے سلسلے کو جاری رکھا۔جائے،اور کچھ ایسا کام کیا جائے جس سے اردو ادب کے تحقیقی شعبے میں مزید اضافہ ہو سکے۔اسی فکر کے تحت میں نے اپنے کام کا آغاز کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر اصغر عباس سرسید احمد خان اور علی گڑھ تحریک کے پاسبان اور امین تھے۔سید والا گہر کے عاشق صادق اعلی اقدار حیات اور تعلیقی فکر سے مزین تھے۔مادیت اور صارفیت کے عہد میں خود تشہیری سے احتراز کرتے علمی خلوص میں استدلالی طریقہ کو پسند کرتے، بڑے منہمک ہوکر تحقیق وتصنیف اور تدوین میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ ایک ایسے صارفیت کے عہد میں جب ہر شخص اپنی علمی تبحر پر ناز اور دعوی کرتا ہو، اصغر عباس صاحب جیسی کلاسیکی شخصیت کو ادبی حلقے میں مقام کا نہ ملنا قابل صد افسوس ہے۔پروفیسر اصغر عباس کی پیدائش 19 اکتوبر 1941 کو صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک مردم خیز گاؤں بی بی پور میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی جب اپ کے والدین بی بی پور سے ضلع گورکھپور منتقل ہوئے تو آپ کی ثانوی تعلیم گورکھپور سے ہی ہوئی۔ جارج اسلامیہ کالج گورکھپور سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے بی اے اور ایم اے اردو کی سند گورکھپور یونیورسٹی سے حاصل کی۔ پروفیسر محمود الہی اس زمانے میں گورکھپور یونیورسٹی کے فعال اور متحرک استاد تھے۔ان کی سرپرستی اور رہنمائی میں اردو جیسے مضمون کا انتخاب اس دور میں بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔کیونکہ اس زمانہ میں اردو زبان پر پیغمبری کا الزام تھا۔ ملک کی تقسیم کے بعد اردو ہی سب سے زیادہ عتاب کا شکار ہوئی تھی۔لیکن وقت کی جبر کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اصغر عباس صاحب نے دیوانگی کی حد تک اردو مضمون میں آگے کی تعلیم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔آپ نے 1966 میں شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لیا۔اردو کے دانشور اور مشہور ناقد اور پروفیسر آل احمد سرور آپ کے نگراں یعنی سپر وائزر مقرر ہوئے۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں اس زمانے میں نابغہ روزگار اساتذہ کی ایک کہکشاں یا انجمن موجود تھی۔رشید احمد صدیقی نسیم قریشی، خورشید الاسلام معین احسن جذبی خلیل الرحمٰن اعظمی، ثریا حسین، خواجہ مسعود علی ذوقی، مجنوں گورکھپوری اور آل احمد سرور جیسے علم وفن کے ماہر اساتذہ کرام سے شعبہ اردو مرکز علم وفن بنا ہوا تھا۔ چودھری نعیم، شمیم حنفی، شہریار، نور الحسن نقوی، قاضی عبدالستار اور ڈاکٹر مسعود عالم کا روان اردو کے نئے چہرے تھے۔اصغر عباس صاحب کی تقرری شعبہ اردو میں بحیثیت ایک عارضی لیکچرر کے 1969 میں ہوا۔1974 میں ایک نوجوان لیکچرار کی حیثیت سے آپ کا باضابطہ تقرر رہوا۔1976 میں مستقل لیکچرار بنائے

گئے۔سن 2002ء میں شعبہ اردو کے چیئرمین کے عہدہ پر رہتے ہوئے آپ ریٹائر ہوئے۔سب سے پہلے اصغر عباس نے اپنی ادبی سرگرمیوں کا آغاز انجمن ترقی اردو ہند کے ہفتہ وار اخبار ''ہماری زبان'' اور اسی ادارے کے تحت سہ ماہی رسالہ ''اردو ادب'' میں بحیثیت مدیر کام کیا۔ یہ وہ دور تھا جب آل احمد سرور انجمن ترقی اردو ہند کے اعزازی سیکرٹری 1956 سے 1974 تک رہے تھے۔انجمن کا دفتر اس وقت علی گڑھ میں ہی ہوا کرتا تھا۔اصغر عباس کے علم وفضل کے اکتساب کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے 1857 کے ہنگامہ خیز حالات سے پیدا شدہ سرسید اوران کے رفقاء کے انقلاب آفریں تصورات کو اپنے مطالعے کا مرکز ومحور بنایا۔ 1857 کا واقعہ ہندوستان کی دوسری بڑی اکثریت خصوصا مسلمانوں کی زبوں حالی سے دوچار تھی۔مغربی استعماریت کا ایک طرف سورج یہاں طلوع ہو رہا تھا تو دوسری طرف مغلیہ سلطنت زوال کی طرف تیزی سے بڑھ چکی تھی۔مشرقی اور مغربی تہذیب کے ٹکراؤ سے جو خلا پیدا ہوا تھا ان حالات سے نبرد آزمائی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ایسے پر آشوب دور میں سرسید احمد خان کی عبقری شخصیت نے سوجھ بوجھ سے کام لیا،اور دو تہذیب کے مابین پل بنانے میں مصروف عمل ہوگئے۔پروفیسر اصغر عباس کا سرسید احمد خان اوران کے علمی کارناموں کو موضوع بنانے کا مقصد سرسید احمد خان کی فکری محور کو اپنے دامن میں سمیٹنا اور اپنی گرفت میں لینا تھا۔جس کے نتیجے میں سرسید اوران کے افکار کی تشکیل ہوئی تھی۔سرسید کے افکار اور نظریات کو اپنی گرفت میں لینے کے بعد اصغر عباس نے دیگر علمی گوشے کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔سرسید سے دلچسپی کا واقعہ یہ بھی ہے کہ وہ سرسید کے مضامین کا مطالعہ ساتویں جماعت سے کررہے تھے۔

اس درمیان تقسیم کے سانحہ کا اثر پورے ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے ادیبوں کے ذہن پر بھی مرتسم ہوا۔سرسید احمد خان کے سیاسی سماجی مذہبی تصورات کو اخلاق ادب کا جامہ سب سے پہلے جی ایف گراہم بیلی کی تصنیف لائف اینڈ ورک آف سرسید احمد خان 1885 اور خواجہ الطاف حسین حالی کی ''حیات جاوید'' 1901 سے حاصل ہوئی۔سرسید شناسی میں ان دونوں کتابوں کو بنیادی کلیدی حیثیت حاصل ہیں۔سرسید کے اصلاحی کارناموں کا نقطہ آغاز سائنٹیفک سوسائٹی ہے۔19 ویں صدی کی چھٹی دہائی میں سائنٹیفک سوسائٹی پرنٹ کلچر کا دور بن گیا تھا۔جدید اردو نثر کے فروغ میں اس سوسائٹی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ سوسائٹی کے بطن سے علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ بھی پیدا ہوا،اردو صحافت کا زریں عہد بھی اسی کی دین ہے۔علی گڑھ سے پشاور تک انسٹیٹیوٹ گزٹ کا پھیلاؤ چند ہی سال میں ہو گیا تھا۔انگریزوں نے بھی سائنٹیفک سوسائٹی کے کارناموں اور گزٹ کی اشاعت میں خوشی کا اظہار کیا۔اصغر عباس سرسید کے اصلاحی سفر میں سائنٹیفک سوسائٹی اور انسٹیٹیوٹ گزٹ کو سنگ میل سمجھتے تھے۔اس

ذہن اور زرخیزی کو سرسید کی فکر کا مظہر سمجھتے تھے۔ آپ نے اتر پردیش اردو ایک اکادمی کی ایما پر ''علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ'' کے مضامین کا انتخاب 1982 میں شائع کیا۔ اصغر عباس کی کتاب ''سرسید کی سائنٹیفک سوسائٹی'' گنجہائے گراں مایہ سے کم نہیں ہے۔ سرسید کے دست راست اور سوسائٹی کے رکن مولوی سمیع اللہ خان کا سفر نامہ ''مسافران لندن'' کو اصغر عباس نے مرتب کر کے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ 2012 میں ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ سے شائع کیا۔ یہ سفر نامہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں قسط وار شائع ہوتا تھا۔ تہذیب الاخلاق میں بھی یہ قسط وار شائع ہوا کرتا تھا۔ حالانکہ یہ انسٹیٹیوٹ گزٹ سے اخذ شدہ ہے۔ علی گڑھ کی روایات و اقدار کی ترجمانی کے لیے ''رشید احمد صدیقی آثار واقدار'' کے عنوان سے ایک سیمینار شعبہ اردو میں منعقد ہوا تھا۔ اس سیمینار کے مقالے کو یکجا کر کے اصغر عباس نے 1984 میں ''رشید احمد صدیقی آثار واقدار'' کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی۔ علامہ اقبال کے والہانہ وابستگی اور علی گڑھ کو موضوع کا محور بنا کر ''سرسید اقبال اور علی گڑھ'' کے عنوان سے 1987 میں یہ کتاب تصنیف کی۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ نے اس کی اشاعت کی۔ ''عرفان سید حامد'' ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ سے 2001 میں ''ارمغان آل احمد سرور'' 2001 میں انجمن ترقی اردو ہند سے شائع ہوئی۔ سردار جعفری شخصیت اور فن شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ 2002 مندرجہ بالا مرتبہ تصانیف کو علی گڑھ تحریک کے سلسلے کی ابتدائی کڑی کے طور پر مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ اصغر عباس کے درجنوں مضامین بھی ہیں جو سرسید اور یونیورسٹی کے متعلق کسی شخصیت یا عمارت کے متعلق تحقیقی مفروضہ پر مبنی ہیں۔ پروفیسر اصغر عباس نے اردو میں تدریسی فریضہ انجام دینے کے علاوہ 1999 - 1998 میں آکسفورڈ یونیورسٹی لندن میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیں۔ بیرون ممالک کی یونیورسٹی کے اسفار کے لیے آپ ممنون رہے۔ تدریسی سرگرمیوں کے علاوہ 2002 سے 2008 تک سرسید اکیڈمی علی گڑھ کے ڈائریکٹر رہے۔ اس زمانے میں متعدد تصانیفِ سرسید کو مع مقدمہ و تعلیقات کے ساتھ شائع کرایا۔ اصغر عباس کا ایک اہم اور وقیع کارنامہ یہ رہا کہ انہوں نے سرسید کی زندگی اور ان کے عہد آفریں تصورات سے عالم عرب کو متعارف کرانے کا موقع تلاش کیا۔

پروفیسر صلاح الدین عمری سے سرسید کی سوانح اور ان کے افکار کا عربی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کروایا۔ ہندوستان میں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں سرسید اور ان کے افکار کے متعلق کوئی کتاب موجود نہیں تھی۔ اصغر عباس صاحب نے سنسکرت، ہندی، تامل اور تیلگو زبانوں میں ان کے ماہرین کی مدد سے ترجمہ کرایا۔ اور ہندوستان کے ایک بڑے علمی حلقے سے سرسید کو متعارف کرانے کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کی علمی، ادبی تحقیقی اور صحافتی خدمات کا قومی

سطح پر متعدد بار اعتراف کیا گیا ہے۔اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ نے آپ کو بالترتیب 1987-1975 اور 2001 میں آپ کی مختلف کتابوں پر انعامات سے نوازا۔امتیاز میر انعام سے بھی سرفراز کیے گئے۔ ہریانہ وقف بورڈ نے بھی انعام سے نوازا۔خواجہ الطاف حسین حالی 2011 سے بھی سرفراز کیا گیا۔آپ کی مجموعی خدمات کے اعتراف میں یوپی اردو اکیڈمی نے اپنے سب سے موقر انعام مولانا ابوالکلام آزاد ایوارڈ 2020 سے سرفراز کیا۔آپ کا انتقال سات ستمبر 2022 (07-09-2022) کو اپولو ہسپتال دہلی میں ہوا۔8 ستمبر بروز جمعرات 2022ء کو علی گڑھ کے منٹوئی قبرستان میں ہزاروں نم آنکھوں نے انہیں سپردخاک کیا۔اصغرعباس کے انتقال سے اردو ادب میں جو خلا پیدا ہوا ہے ایک طویل عرصے تک ادب و تحقیق میں اس کی بھرپائی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔

یہاں ملتا رہے گا سوز و ساز آرزو برسوں
کیا ہے خون دل سے اک قلندر نے وضو برسوں

(سرور)

دراصل تحقیق میں سب سے بڑا مسئلہ موضوع کے انتخاب کا ہوتا ہے۔محقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسے موضوع کا انتخاب کرے جس سے نہ صرف اس کی دل چسپی ہو بلکہ اس سے وہ اپنی ذہنی مطابقت بھی رکھتا ہو۔ اور پھر یہ کہ اس موضوع پر تحقیق کے بعد وہ کوئی نہایت اہم گوشہ سامنے لاسکتا ہو۔ظاہر ہے کہ اس کے لیے اسے علمی صلاحیت کے ساتھ ساتھ مواد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن مواد کی فراہمی سے میری مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ محض دوسروں کے خیالات اور تاثرات کو یکجا کر کے ایک مقالہ کی شکل دے دی جائے۔ بلکہ تحقیق کا اصل تقاضا یہ ہے کہ مجوزہ موضوع پر کسی نئی بات کا اضافہ کیا جائے۔ بہرحال کسی بھی کام کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے لیے ایک استاذ یا نگراں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں اپنی خواہش کا اظہار اپنے استاذ مکرم ڈاکٹر محمد موصوف احمد صدر شعبہ اردو ونود بہاری مہتو کوئلانچل یونیورسٹی دھنباد سے کیا۔چونکہ وہ میرے ایک مشفق استاذ رہے ہیں وہ بھی صرف نصابی درسی اور تدریسی معاملات میں ہی نہیں بلکہ اردو ادب میں کریئر بنانے کے سلسلے میں بھی ان سے اکثر رہنمائی حاصل کرتا رہا ہوں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک بہتر استاد اپنے شاگردوں کی صلاحیت و اہمیت سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔ میرا مزاج اور میری دل چسپی کو دھیان میں رکھتے ہوئے انہوں نے کئی موضوعات میرے سامنے رکھے۔جن پر غور وخوض کرنے کے بعد میں نے معروف محقق، ناقد اور ادیب پروفیسر اصغر عباس کی شخصیت اور کارناموں پر کام کرنے کو اپنے لیے مناسب اور موزوں سمجھا۔لہذا، میں نے اپنا پختہ ارادہ مذکورہ

شخصیت کے ادبی کارناموں پر تحقیق کرنے کا کرلیا۔ میں نے اپنے کام کی ابتدا کرنے کے لیے اللہ تعالی پر اعتماد اور بھروسہ کیا۔ اور پھر موضوع سے متعلق مواد کی فراہمی میں مصروف ہوگیا۔

تحقیق کے مراحل میں آنے والی مشکلات (Problems To be investigated)

اس سلسلے میں میں نے کئی ماہ کی جستجو کروکاوش، محنت اور مشقت کے بعد اور چند متعلقہ لوگوں سے ملاقاتیں و گفتگو کے بعد اپنے کام کا آغاز کیا۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ مجھے میری خواہش اور میری دل چسپی کے عین مطابق موضوع مل گیا ہے، ایسی شخصیت پر کام کرنے کا موقع مل سکے گا جو واقعی اس کی مستحق تھی۔ حالانکہ اب وہ اس دنیائے رنگ و بو سے کوچ کر کے دارفانی میں آباد ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے اپنی پوری زندگی اردو زبان وادب کی خدمت میں صرف کی، اب وہ دنیا میں نہیں ہیں لیکن اردو زبان وادب کے میدان میں ان کے ذریعے کیے گئے کارناموں کی یادیں اب بھی باقی ہیں ایسی شخصیت کے ہمہ جہت پہلو پر غور وخوض کرنا اور ان کے کارناموں کو اجاگر کرنا ہم جیسے طالب علم وادب کے لیے ضروری ہو جاتا ہے، تاکہ آنے والی نسلوں کے سامنے ان کی خدمات کو یاد رکھا جا سکے گا۔ اور اس کی ایک دستاویزی حیثیت بھی قائم رہے۔ ایسے ہی خیالات و جذبات نے مجھے اس کام کی طرف مائل کیا تاکہ میں کسی ایسے علمی وادبی شخصیت کو اپنی تحقیق کا موضوع بناؤں جس کے نوک قلم سے اردو ادب میں واقعی کوئی اضافہ ہوا ہو۔ اور جس کے علمی وادبی کارنامے واقعی اپنی اہمیت اور انفرادیت کے لحاظ سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہوں۔ لہذا، اس سلسلے میں مجھے جو مشکلات اور دشواریاں پیش آئیں گی اس کا مقابلہ کرتے ہوئے کام کو آگے بڑھاؤں گا۔ مثال کے طور پر مجھے خود سے گورکھپور اور علی گڑھ کا سفر کرنا ہوگا۔ ان کے رفقا سے ملاقاتیں کر کے ان سے تفصیلات اکٹھا کرنی ہوگی۔ کتب خانوں میں بیٹھ کر حوالے کے لیے کتابیں تلاش کرنی ہوں گی۔ نیز اس کا مطالعہ بھی کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ان کے احوال وکوائف جاننے کے لیے ان کے گھر والوں اور رشتہ داروں سے ملاقاتیں کرنی ہوں گی، اور ان سے متعلق سوالات کرنے ہوں گے۔

تحقیق کے اغراض ومقاصد Objective of theResearch

چونکہ ڈاکٹر اصغر عباس کا تعلق نہ صرف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے رہا ہے، بلکہ انہوں نے درس وتدریس کے دوران سرسید کی علمی وادبی تحریک کا نہایت گہرائی سے مطالعہ کیا۔ متعلقہ دستاویزات اور مخطوطات جمع کیے۔ ان کی نثری وعلمی تحقیق پر بہت کچھ لکھا۔ ان کی تصنیفات وتالیفات میں تقریباً ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔

جن کا مطالعہ کیا جانا چاہیے، اوراس کے اغراض ومقاصد کو سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ایسی شخصیت پر کام کرنے کی میری غرض وغایت بس اتنی ہے کہ ان کی کاوشوں کو ادبی دنیا کے سامنے لایا جائے۔ان کے اسلوب، طرز نگارش اور طریقہ کار کو زیر بحث لایا جائے۔ پروفیسر اصغر عباس نے یونیورسٹی کے بانی مبانی سرسید احمد خان کی دور بینی، دور اندیشی، باریک بینی ملکی حالات، مسلم معاشرہ، اس کے روایتی انداز اور وقت کے تقاضے کو نہایت حکیمانہ اور مدبرانہ انداز میں سمجھا۔اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور صحیح تشویش کے بعد بلند ارادے، پختہ عزم وحوصلے اور نیک ارادے کے ساتھ اس جانب قدم بڑھایا۔اس طرح مذکورہ یونیورسٹی کی حیثیت تاریخی ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر اصغر عباس نے اپنے محسن قوم کے ان تمام پہلوؤں اور راہوں کو تلاش کرنا شروع کیا، جس پر چل کر وہ کامیاب اور کامران ہو سکے۔اور صرف ملک وقوم ہی نہیں، بلکہ عالمی سطح پر ایک مثال قائم کر ڈالی۔ یہ بات اصغر عباس کے دل ودماغ کو ہی نہیں بلکہ روح کو بھی چھوگئی۔ان کے اندر سرسید کے نظریات اور ان کی خدمات سرایت ہو چکی تھی۔ وہ سرسید کو جدید علمی عصری علوم وادبیات کی ایک قد آور شخصیت تسلیم کرتے تھے۔ چونکہ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کا دوسری قوموں سے تقابلی جائزہ لیا اور اسے نہایت نحیف اور پسماندہ پایا۔انہوں نے اپنے مطالعہ کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے دنیا کے کئی مما لک کی سیر کی، اور علمی میدان میں ارتقائی منازل طے کرنے کے لیے ان تمام مراحل کا جائزہ لیا اور اسے قلم بند کرتے چلے گئے۔ انہوں نے پایا کہ دنیا کی دوسری قومیں ایک صدی آگے کی طرف دیکھتی ہیں۔اس کے لیے منصوبے اور پلاننگ کرتی ہیں اور حصول مقصد کے لیے ہر طرح کی قربانیاں پیش کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے ملکی حدود کو پار کر کے دنیا کے دیگر مما لک میں بھی حکمرانی کی ہے۔ دوسری طرف ہماری مسلم قوم ہے جو رسوم و رواج اور روایات، عادات میں اس قدر محو ہے کہ وہ آگے کی طرف دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔ان کے علماء ؒ نے اسلامی شریعت کی غلط تشریح وتوضیح کر کے پوری قوم کو کنویں کا مینڈھک بنا رکھا ہے۔قوم دور اندیش اور روشن خیال قائد اور رہنما سے یکسر محروم ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر اصغر عباس نے سرسید کی پوری زندگی ان کے ارادے، حوصلے اور عزائم کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا، اور ان سے متعلق جتنی بھی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں انہوں نے کی۔ اس کے لئے انہوں نے باضابطہ سرسید اکیڈمی قائم کرنے کی سفارش کی اور خود اس کے ڈائریکٹر رہے۔اس اکیڈمی کے ذریعے سرسید کی زندگی کے کارناموں اور حصولیابیوں سے متعلق تمام معلومات فراہم کیں اور انہیں جمع کیا۔اس کام کو پروفیسر اصغر عباس نے نہایت کد وکاوش اور عرق ریزی کے ساتھ انجام دیا۔ دراصل شخصیت بھی نہایت اہم ہو جاتی ہے جس نے اپنے اسلاف کو نہ صرف یاد رکھا، بلکہ اسے آگے بڑھانے کے لیے راہوں کو مزید ہموار اور مستحکم کیا۔

ان کے تمام مخطوطات،تصنیفات اور دستاویزات کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ پوری زندگی ان کے نقش قدم پر چلتے رہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے۔ بہر حال، میں نے پوری شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ ایسی شخصیت پر تحقیقی کام کیا جانا چاہیے۔ چونکہ آج بھی سر سید اور ان کے نظریات افکار کے حامل لوگوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ تعلیمی میدان میں ان دنوں مقابلے اور مسابقے کافی بڑھ گئے ہیں، اور مختلف اعداد وشمار اور خصوصی طور پر سچر کمیٹی کی رپورٹ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اس ملک میں مسلم اقلیت تعلیمی میدان میں کافی پسماندہ ہے۔ پروفیسر اصغر عباس نے اسی غرض وغایت کے تحت سر سید اکیڈمی قائم کی تھی اور سر سید کی سائنٹیفک سوسائٹی میں دلچسپی لی تھی۔ لہذا،اس کام کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

تحقیقی سوالات یا ہائپوتھیسس (Hypothesis, Research Questions)

سب سے پہلے میں تمہید کے طور پر اپنے تحقیقی مقالے کے حوالے سے کچھ ابتدائی گفتگو کروں گا۔ موضوع کے متعلقہ پہلوؤں پر گفتگو کے ساتھ پروفیسر اصغر عباس کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ تاکہ میں اپنی تحقیق کے لیے مفید معلومات حاصل کرسکوں، اور ترتیب دیے گئے خاکے کے مطابق اس مقالے کو زیادہ سے زیادہ بہتر مفید معلوماتی اور کارآمد بنانے کی کوشش کرسکوں۔ اس کے لیے میری کوشش ہوگی کہ میں درج ذیل نکات پر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرسکوں، تاکہ حاصل مطالعہ کے باب میں تمام معلومات اور خدمات کا خلاصہ پیش کیا جاسکے۔

(1) پروفیسر اصغر عباس کے احوال وکوائف عہد طفلی سے وفات تک۔

(2) پروفیسر اصغر عباس کے دوران سروس ان کی تدریسی خدمات۔

(3) اردو زبان وادب کی خدمات اور اس کی مختلف جہتیں۔

(4) اصغر عباس پر علی گڑھ کے مخصوص علمی، تہذیبی حالات اور ماحول کے اثرات۔

(5) پروفیسر اصغر عباس کے ذریعے سر سید کی تحریک علمی خدمات، ان کے اسباب اور ان کی روشن خیالی وغیرہ کا احاطہ۔

(6) پروفیسر اصغر عباس کی مکتوب نگاری اور ان میں ان کی کاوشوں کی ستائش کا ذکر اور دیگر متعلقہ نکات پر ہماری تلاش وجستجو ہوگی ، اور اس کے لیے میں سوالات کو ترتیب دے کر مستند اور متعلقہ شخصیتوں سے بذریعہ سوالات معلومات یکجا کرنے کی کوشش کروں گا ، مجھے پوری امید ہے کہ میری تحقیق کے دوران بعض ایسے امور ضرور سامنے آئیں گے جس پر یا تو پہلے روشنی نہیں ڈالی گئی یا بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

تحقیقی کام کی نوعیت(Significance of Proposed Work)

اس بات کی پوری کوشش کی جائے گی کہ پروفیسر اصغر عباس کی نہ صرف تمام خدمات کا تفصیلی اور تنقیدی مطالعہ کیا جائے بلکہ اس کے ذریعے تعلیم کے تعلق سے وابستہ ان کی تمام کوششوں کا احاطہ ہو سکے۔ اس ضمن میں ان کے مضامین، ان کی صحافت، سفرنامے، مکتوب یا مراسلہ نگاری کے شعبے میں کیے گئے کاموں پر بھی سیر حاصل بحث کی جائے گی۔ تاکہ کوئی واضح نتیجہ اخذ کیا جائے اور جس سے ان کی انفرادیت کے ساتھ ساتھ ان کے ذریعے کیے گئے ان کاموں کی اہمیت اور انفرادیت کو تلاش کیا جا سکے۔ جس کے ذریعے ان کی شخصیت دوسرے مصنفین اور مولفین سے الگ دکھائی دیتی ہو۔ چونکہ پروفیسر اصغر عباس کے حوالے سے مبادیات سرسید کی تحقیق میری تحقیق کا موضوع ہوگا۔ جس کے تحت سرسید احمد خان کے ذریعہ قوم ملت کے لیے کیے گئے ان تمام علمی وادبی کارناموں کا ذکر کیا جائے گا، جس کی تلاش ڈاکٹر اصغر عباس نے نہایت باریک بینی کے ساتھ کی ہے۔ سرسری مطالعہ سے ہی ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف سرسید احمد کے کارناموں سے بڑے متاثر تھے، اور اس طرح وہ ان کے قابل ذکر مداحوں کی پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔ ان پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لیے میں اس باب کو تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کر کے اس کا مطالعہ اور تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

ذیلی عنوانات وہ ہیں جو خود اپنے آپ میں ایک مکمل تحقیق کے متلاشی ہیں اس کے تحت سرسید کی سائنٹیفک سوسائٹی کے علاوہ انہوں نے جس طرح قوم کو عصری علوم کی طرف مائل کرتے ہوئے اسے وقت کی ضرورت اور درپیش مسائل و چیلینجز کا مقابلہ کرنے کی طرف قوم کو آمادہ کرنے کی کوشش کی اس کا جائزہ لوں گا۔ ان کی صحافت اور اہداف کے حوالے کے لیے مغربی ممالک کے ان (سرسید) کے اسفار کا بھی ذکر کروں گا۔ چونکہ اس وقت ملک پر انگریزوں کی حکومت تھی اور مسلمانوں کو سرد اور خاموش کرنا ان کا پہلا ہدف تھا۔ یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ ان کے سامنے دودھاری تلوار تھی جس سے زخمی ہونے کا زبردست اندیشہ تھا کہ کھاوں کدھر کی اور بچاوں کدھر کی میں۔ جسے انہوں نے اپنی سوجھ بوجھ اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے حل کیا۔ ایک طرف انگریز بہادر تو دوسری طرف نام نہاد مذہبی پیشوا تھے جن کے فتوے بھی کسی جنگی حربے سے کم نہ تھے۔ یہ وقت ان کے لیے یقیناً بڑا مشکل اور صبر آزما رہا ہوگا۔ ڈاکٹر اصغر عباس نے ان تمام حالات کا وسیع مطالعہ کرتے ہوئے ان کی کوششوں اور بردباری کا ذکر کیا ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ لہذا میں صحافت کے حوالے سے بھی سرسید کے ذریعے کیے گئے کاموں پر اصغر عباس کے تذکرے تحقیق اور ان کی تلاش وجستجو کا ذکر کروں گا۔ تیسرے ذیلی عنوان کے تحت سرسید احمد خان کے ذریعہ کیے گئے

ان تمام اسفار کو بھی شامل کروں گا جو انہوں نے ایک خاص مقصد کے تحت کیا ہے۔جس کا واحد مقصد مغربی ممالک کے ذریعہ اپنی زبان وادب کو محفوظ رکھتے ہوئے جدید سائنس ریاضی اور دیگر کئی عصری علوم کی طرف قدم بڑھانا تھا اور جس میں وہ کامیاب رہے۔سرسید نے اس کام کے لیے ایسی بڑی طاقتوں کے طریقہ کار اور اصول وضوابط کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ بھی کیا۔اور یہی کام انگریزوں نے ہندوستان پر صدیوں تک اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔جس کے تحت انہوں نے کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کی بنیاد جان گل کرائسٹ کی قیادت میں ڈالی اور تراجم کے سہارے ہندوستان کی قدیم تہذیب وروایات اور یہاں کے لوگوں کے مزاج وماحول کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کی تھی۔سرسید نے بھی وہی کیا اس سلسلے میں ان کے اسفار کا ذکر نہایت دلچسپ انداز میں ملتا ہے جو بے حد معلوماتی اور مفید ہے۔اصغر عباس نے سفرنامے کے تحت اس کے علاوہ سید محمد سبحن اللہ عظیم گورکھپوری کے سفرنامہ حج کا بھی ذکر کیا ہے۔میں اسے بھی اپنے مطالعہ میں شامل کروں گا۔

تحقیق کے لیے استعمال کئے جانے والے وسائل

(Tools To be Used in the Collection of Data and Analysis)

میں نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وہ سرسید کے کارناموں کو عزت واحترام اور توقیر کی نگاہوں سے دیکھنے والی شخصیت ہے۔جس کا نام پروفیسر اصغر عباس ہے۔اگر ایسے عاشقان علم وادب کی خدمات کی تحقیق اور جستجو نہ کی جائے تو ادب کا ایک ضروری حصہ تشنہ رہ جاتا ہے۔اسی خیال کے پیش نظر میں نے ان پر کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کام کے لیے میں جن وسائل کو اپنانے کی کوشش کروں گا وہ درج ذیل ہیں:

(i) میں سب سے پہلے موصوف مرحوم کی تمام تصنیفات وتالیفات کو اکٹھا کروں گا۔اور اس کا بہ نظر غائر مطالعہ کروں گا۔اس کے علاوہ معاون کتب اور جرائد حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(ii) ان کے شاگردان رشید،ان کے ہم عصر رفقاء اور اساتذہ وغیرہ سے ملاقات کی کوشش کروں گا۔

(iii) مختلف کتب خانوں میں متعلقہ مواد کی تلاش کروں گا۔

(iv) اس گلوبل اور ڈیجیٹل عہد میں بہت کچھ معلومات انٹرنیٹ سے حاصل ہو جاتی ہیں میں اس سے اور اپنے نگراں سے بھی اکتساب فیض کی کوشش کروں گا۔

(v) اپنے نگراں سے زیادہ سے زیادہ وقت لینے کی کوشش کروں گا اور درپیش مشکلات اور رکاوٹ پر ان سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔

مذکورہ وسائل کے علاوہ میں بروقت جو بات میرے ذہن میں آئے گی اسے اپنے مطالعہ کے لئے بروئے کار لاؤں گا تاکہ میرا مطالعہ کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔ان شاءاللہ

تحقیق کی ترتیب وتہذیب اور طریقہ کار (Research Design and Methodology)

اپنی تحقیق کے موضوع کے لیے میں نے جو خاکہ تیار کیا ہے،اس کے تحت اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ پروفیسر اصغر عباس نے سرسید کی ان کوششوں کو جو علوم وفنون کے تحت سمجھنے کی کوشش کی ہے اور جو پرانی قدروں اور عصری تقاضوں کے مابین ایک درمیانی راہ پیدا کرتی ہے،جس کی وجہ کر سرسید کی خدمات ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی ہم کہاں ہیں اور ہمیں کہاں تک ہونا چاہیے۔سرسید نے جس جدوجہد بھرے سفر کے ذریعے اپنے منزل مقصود کو پانے کی کوشش کی ہے۔کن کن مسائل سے نبرد آزما ہوئے اور اس کے کیا نتائج سامنے آئے اور آج بڑھتے ہوئے اس مسابقتی دور میں ہمیں مزید کیا کرنا اور کس جانب بڑھنا ہے۔پروفیسر اصغر عباس کی تصنیفات میں اس سلسلے میں کیا روشنی ملتی ہے۔انہوں نے اس کے لیے ان اسباب وعوامل کو اختیار کرنے کی طرف کیا کیا اشارے کیے ہیں۔زبان وادب کے ارتقا میں ان کی تحریر یں کہاں تک معاون ہیں۔ان تمام نکات کی تلاش وجستجو کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

تحقیقی کام کا خاکہ (Synopisis Work Design)

میں نے اپنے تحقیقی مقالہ بعنوان ''پروفیسر اصغر عباس کی ادبی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے تحت ایک ایسا خاکہ تیار کیا ہے، جس سے مجموعی طور پر پروفیسر اصغر عباس کی علمی وادبی خدمات پر روشنی پڑ سکے، اور اسی کے ساتھ اس شعبے میں ان کے ذریعہ کیے گئے کاموں کا ایک مقام متعین کیا جا سکے۔ لہذا، اس کام کے لیے میں نے جو خاکہ تیار کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

نوٹ: دوران تحقیق جزوی ترمیم واضافہ کی گنجائش ممکن ہے۔

باب اول : پروفیسر اصغر عباس مختصر سوانحی حالات۔

باب دوم : اصغر عباس کے عہد کا ادبی منظر نامہ۔

باب سوم : اصغر عباس کی تصانیف وتالیفات کا اجمالی تعارف۔

باب چہارم : اصغر عباس کی ادبی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ۔

(الف) سرسید سے متعلق تحقیقی وتنقیدی خدمات کا مطالعہ

(صحافت، سفرنامہ، مکاتیب وغیرہ کے حوالے سے)

(ب) اقبال اور دیگر شخصیات سے متعلق اصغر عباس کی تحقیقی وتنقیدی نگارشات کا جائزہ۔

باب پنجم : اصغر عباس کی تدوینی خدمات

(الف) سفرنامے

(ب) خطوط

(ج) دیگر تحریریں (نصابی اور درسی کتب)

حاصل مطالعہ

کتابیات

ضمیمے

(الف) تصاویری البم

(ب) عکس تحریر

(ج) مضامین ومقالات کی فہرست۔

ماخذ ومصادر (حوالے وحواشی) (Bibliography)

نمبر شمار	کتب	مصنف/ ناشر
1۔	دانش گاہ علی گڑھ کی تہذیبی وادبی صورتحال	ڈاکٹر محمد موصوف احمد
2۔	سرسید اور عبداللطیف	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ
3۔	اردو کا جمالیاتی ادب اور علی گڑھ	کلر پرنٹرس علی گڑھ
4۔	سرسید کی صحافت	انجمن ترقی اردو
5۔	سرسید اقبال اور علی گڑھ	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
6۔	ضیا بار افراد کے خطوط بنام اصغر عباس	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
7۔	منتخبات جامعہ اردو حصہ اول	سرسید بکڈ پو، علی گڑھ
8۔	منتخبات جامعہ اردو حصہ دوم	سرسید بکڈ پو، علی گڑھ
9۔	منتخبات جامعہ اردو حصہ سوم	سرسید بکڈ پو، علی گڑھ
10۔	منتخبات جامعہ اردو حصہ چہارم	سرسید بکڈ پو، علی گڑھ
11۔	ارمغان سرور	انجمن ترقی اردو
12۔	شاہکار فطرت یعنی اسرار انسانیت	رئیس پرنٹنگ پریس، کراچی
13۔	رشید احمد صدیقی۔ آثار واقدار	شعبہ اردو، علی گڑھ
14۔	سرسید کی تعزیتی تحریریں	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
15۔	انتخاب مضامین علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ	اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنو
16۔	انتخاب ذکاءاللہ	اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنو
17۔	عرفان سید حامد	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
18۔	مسافران لندن	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
19۔	سردار جعفری شخصیت اور فن	شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
20۔	سید محمد سبحان اللہ عظیم گورکھپوری کا سفرنامہ حج	ایجوکیشنل بک ڈپو علی گڑھ
21۔	شذرات سرسید، جلد اول	دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

22۔	سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ
23۔	علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ	اتر پردیش اردو اکیڈمی، علی گڑھ
24۔	علی گڑھ تحریک	سید حامد
25۔	علی گڑھ تحریک سیاسی اور سماجی مطالعہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
26۔	علی گڑھ تحریک ایک مطالعہ۔اردو ریسرچ جرنل	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
27۔	تہذیب الاخلاق مشاہیر علی گڑھ نمبر (جلد اول)	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
28۔	تہذیب الاخلاق مشاہیر علی گڑھ نمبر (جلد دوم)	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
29۔	تہذیب الاخلاق مشاہیر علی گڑھ نمبر (جلد سوم)	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
30۔	تہذیب الاخلاق مشاہیر علی گڑھ نمبر (جلد چہارم)	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

☆☆☆

Prof. Asghar Abbas Ki Adabi Khidmaat ka Tahqiqi wo Tanqidi Jayeza

Synopsis for

P.hD. Research

University Department of Urdu

Faculty of Humanities

BBMKU, Dhanbad

Supervisor

Dr. Md. Mausoof Ahmad

Head University Department of Urdu

BBMKU, Dhanbad

Research Scholar

Md. Amanullah Ansari

Synopsis

Chapter I : Prof. Asghar Abbas : Mokhtasar Sawanehi Halaat

Chapter II : Asghar Abbas ke Ahad ka Adabi Manzarnama

Chapter III : Asghar Abbas ki Tasaneef wo Talifaat ka Ijmali Jayeza

Chapter IV : Asghar Abbas ki Adabi Khidmaat ka Tahqeeqi wo Tanqidi Jayeza.

(A) Sir Syed ke Motalliq Tahqeeqi/Tanqidi Khidmaat ka Motalea (Sahafat, Safar Nama, Makateeb Waghairah ke Hawale se)

(B) Iqbal aur deegar Shakhsiyaat se motalliq Asghar Abbas ki Tahqeeqi/Tanqidi Nigarisaat ka Jayeza.

Chapter V : Asghar Abbas ki Tadweeni Khidmaat.

(A) Safar Name

(B) Khutoot

(C) Deegar Tahreeren (Nesaabi aur Darasi Kutub)

Hasil-e-Mutalea

Kitabiyat

Zameeme

(A) Tasaweeri Album

(B) Aksi Tahreer

(C) Mazameen-o-Mokalaat ki Fihrist

This document was created with the Win2PDF “print to PDF” printer available at
http://www.win2pdf.com

This version of Win2PDF 10 is for evaluation and non-commercial use only.

This page will not be added after purchasing Win2PDF.

http://www.win2pdf.com/purchase/